ویژن پر بھی دکھایا گیا۔ یہ جنرل اتنی بڑی جائیدادیں اپنی تنخواہوں سے تو نہیں بنا سکتے تھے۔

چیچنیا میں روسی فوج کو ہونے والی بدترین شکست کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے جنرل ثمینوف نے کہا: "اصولاً تو یہ درست ہے کہ فوج کی شکست کا ذمہ دار سپہ سالار کو قرار دیا جائے۔ لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ جنگ شروع کرنے سے قبل تکنیکی اور پیشہ وارانہ حوالوں سے کمانڈر کی رائے اور مشورہ کو اولین اہمیت دی جائے۔ چیچنیا کی جنگ میں میری آراء اور مشوروں کو قطعاً درخور اعتناء نہیں سمجھا گیا۔ انہیں نظر انداز کر کے چیچنیا پر فوج کشی کا شوق پورا کیا گیا۔ چنانچہ اس کا نتیجہ یہی نکلنا تھا۔ میں شروع سے آخر تک اس جنگ کا مخالف رہا۔ میری پیش گوئی درست ثابت ہوئی۔ اب اگر ایسی جنگ میں شکست کا ذمہ دار مجھے گردانا جائے تو یہ کہاں تک درست ہے۔ اس کا فیصلہ آپ خود کیجیے"

ماسکو سے شائع ہونے والے ایک ہفت روزہ نے اپنے ایک تبصرہ میں جنرل ثمینوف کی برطرفی پر شدید تنقید کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہمارے خیال میں جنرل ثمینوف کی برطرفی کا اصل سبب ان کی قومی اور مذہبی شناخت ہے۔ جس کا علم حکومت اور اداروں کو بوجوہ پہلے نہ ہو سکا تھا۔

جہاں تک وزیر دفاع ایگور روڈینوف کی روسی افواج سے ریٹائرمنٹ کا سوال ہے تو اس کے لیے کسی خاص وضاحت کی ضرورت نہیں ہے۔ روسی حکمرانوں کی خواہش تھی کہ وزیر دفاع سویلین ہونا چاہیے جبکہ افواج کی سربراہی اور کمان جنرلوں کے ہاتھ میں رہنی چاہیے۔ چنانچہ صدر یلسن نے وزیر دفاع کو روسی افواج سے فارغ کر کے انہیں وزیر دفاع کے عہدے پر بدستور قائم رکھا۔

یلسن انتظامیہ: ۱۹۹۶ء کی کارکردگی کے آئینے میں

سوویت یونین کی جانشین ریاست روس اس وقت گوناگوں مسائل سے دوچار ہے۔ اس کی معیشت روبہ زوال ہے۔ افراطِ زر کی شرح آسمان سے باتیں کر رہی ہے۔ روسی معاشرہ کرپشن اور جرائم کی آماجگاہ بن چکا ہے۔ ان حالات میں روس کے عہدۂ صدارت پر فائز صدر یلسن اگرچہ طویل علالت کے باعث رخصت پر رہنے کے بعد کاروبارِ حکومت دوبارہ سنبھال چکے ہیں۔ مگر نحیف و نزار یلسن کی صحت کسی بھی وقت دوبارہ بگڑ سکتی ہے۔ ایسی صورت میں ان کی کریملن سے غیر حاضری ہمیشہ سے ان کے معاونین میں اقتدار کے لیے رسہ کشی کا موجب بنتی رہی ہے۔

روس کی ابتر معاشی صورتِ حال سے کمیونسٹ حلقے پوری طرح استفادہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ حالات یہی رہے تو کمیونزم کو روس میں ایک بار پھر پذیرائی مل سکتی

ہے۔ دوسری جانب صدر یلسن منڈی کی معیشت رائج کرنے اور جمہوری اصلاحات جاری رکھنے کی راہ پر گامزن رہنے کا عزم ظاہر کر چکے ہیں۔ وہ اپنے دور اقتدار کو روسی عوام کے لیے نعمتِ غیر مترقبہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ چنانچہ انھوں نے ۱۹۹۶ء کے اختتام پر سال کے دوران اپنی حکومتی کارکردگی کا جائزہ لیتے ہوئے صدارتی ومقامی انتخابات، چیچنیا میں جنگ کے خاتمہ اور اشیائے صرف کی قیمتوں میں اضافے پر قابو پانے کا بڑے فخر کے ساتھ ذکر کیا۔ اور انہیں اپنی حکومت کی اہم کامیابیاں قرار دیا۔ تاہم روسی عوام کی اکثریت ان کے ان دعووں سے اتفاق نہیں کرتی۔ چیچنیا میں نازک اور غیر یقینی امن معاہدہ کے ذریعے فی الحال جنگ کا خاتمہ ہوگیا ہے مگر دیرپا امن کا قیام چیچنیا کے مستقبل سے متعلق حتمی فیصلہ سے مشروط رہے گا۔ اگر چیچنیا میں جنگ بندی کو قیام امن سے تعبیر بھی کیا جائے تب بھی اس کا سہرا الیگزنڈر لیبد کے سر جاتا ہے جن کی انتھک کوششوں اور بہترین صلاحیتوں کے نتیجے میں چیچن باشندوں نے ان پر بھروسہ اور اعتماد کیا اور فریقین مل بیٹھ کر ایک معاہدہ پر اتفاق کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ ورنہ صدر یلسن چیچن عوام کی نظروں میں اعتبار کھو چکے تھے۔ کیونکہ انھوں نے اس سے قبل متعدّد امن معاہدات کیے اور خود ہی اُنہیں توڑ ڈالا۔ علاوہ ازیں صدر یلسن کا چیچنیا میں امن کی بحالی کو اتنی اہمیت دینا اور اسے اپنی حکومت کی اہم کامیابی قرار دینا اس بات کا کھلا اعتراف ہے کہ اُنھوں نے دسمبر ۱۹۹۴ء میں چیچنیا کی تحریک آزادی کچلنے کی غرض سے روسی فوجوں کو جمہوریہ پر چڑھ دوڑنے کا جو حکم دیا تھا، وہ ان کی سنگین اور فاش غلطی تھی۔

جہاں تک سال ۱۹۹۶ء کے دوران میں یلسن حکومت کی کامیابیوں میں بڑھتی ہوئی قیمتوں پر قابو پانے کا تعلق ہے تو اس بارے میں کسی حد تک اتفاق کیا جاسکتا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ سال ۱۹۹۶ء کے دوران افراطِ زر کی شرح کم رہی۔ جو ایک سے دو فیصد تک ماہانہ رہی۔ اگرچہ یہ شرح اب بھی دنیا کے متعدّد ترقی پذیر ممالک کے مقابلے میں کہیں زیادہ خیال کی جاتی ہے۔ پھر بھی سوویت یونین کی شکست و ریخت کے بعد سال ۱۹۹۶ء کے آغاز تک کے پانچ سالوں میں روز افزوں افراطِ زر کے مقابلے میں ۱۹۹۶ء میں افراطِ زر کی شرح میں یہ کمی ملک کی اقتصادی صورت حال میں نمایاں پیش رفت کی عکاسی کرتی ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ آیا افراطِ زر کی شرح میں کمی اور اشیاء کی قیمتوں میں استحکام یلسن حکومت کی بہتر پالیسیوں کا نتیجہ ہے یا اس کی کوئی اور وجہ بھی ہے۔ بنظرِ غائر جائزہ لینے سے پتہ چلتا ہے کہ افراطِ زر کی شرح میں کمی کا اصل سبب قوت خرید کے فقدان کے باعث اشیاء صرف کی طلب میں زبردست کمی واقع ہونا تھا۔ اکثر ملازمین کو بروقت تنخواہ ادا نہیں کی جاتی تھی۔ بعض اوقات تنخواہوں کی ادائیگی کے لیے چھ ماہ یا اس سے زائد عرصہ تک انتظار کرنا پڑتا تھا۔ کئی مرتبہ کارکنوں، اساتذہ اور طبی عملے نے تنخواہوں کی بروقت ادائیگی کے لیے احتجاجی ہڑتالیں بھی کیں۔ فوجی افسر بھی کسمپرسی کے حالات میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اب اگر لوگوں کی قوّت خرید ہی ختم ہو گئی ہو اور ضروریات زندگی کی خریداری

کے لیے ان کے پاس پیسہ ہی نہ ہو تو ظاہر ہے اشیاء کی طلب میں کمی ہو گی۔ اور اس کا لازمی نتیجہ قیمتوں میں کمی اور استحکام کی صورت میں نکلتا ہے۔

نئے سال کے پیغام میں صدر یلسن نے عوام کو یقین دلایا تھا کہ پنشنوں اور تنخواہوں کی ادائیگی میں مزید تاخیر برداشت نہیں کی جائے گی۔ اور ملک میں امن و امان کی صورت حال میں بہتری پیدا کی جائے گی۔ اگر امن و امان کا ذکر کرتے وقت صدر یلسن کا اشارہ روسی معاشرہ میں جرائم کی شرح میں بے پناہ اضافہ کی طرف تھا۔ تو بلاشبہ اُنہوں نے اس اہم اور سلگتے ہوئے مسئلہ کی نشاندہی کی ہے جس سے ۱۹۹۷ء کے دوران ان کی انتظامیہ کو سامنا ہو گا۔ مگر کیا صدر یلسن ۱۹۹۷ء کے دوران اس مسئلہ پر قابو پانے کے قابل ہوں گے؟ اور خصوصاً ان حالات میں کہ دل کے آپریشن کے بعد وہ دوہرے نمونیا کا شکار بھی ہو چکے ہیں۔ تندرست و توانا بورس یلسن کے لیے ملکی مسائل پر قابو پانا چنداں مشکل نہ ہوتا مگر اکثر و بیشتر بسترِ علالت پر پڑے رہنے والے صدر یلسن کے لیے یہ گھمبیر مسائل ایک چیلنج کی حیثیت رکھتے ہیں۔۔

اُنہیں نو ماہ قبل روس کا دوبارہ صدر منتخب کیا گیا تھا۔ اس عرصہ میں وہ جز وقتی طور پر کاروبار حکومت چلاتے رہے۔ ان کی عدم موجودگی میں ان کے معاونین کاروبارِ حکومت کی دیکھ بھال کرتے رہے۔ ان میں وزیر اعظم چرنومیردین اور صدر یلسن کے چیف آف سٹاف اناطولی چوبائیس شامل ہیں۔ اب صدر یلسن شفایاب ہو گئے ہیں اور کاروبار حکومت کو بھرپور وقت دے رہے ہیں۔ فوج سے کرپشن کے خاتمہ کے لیے بری افواج کے کمانڈر سمیت متعدد جنرلوں کو برطرف کر چکے ہیں۔ ان جنرلوں پر اختیارات کے ناجائز استعمال کا الزام تھا۔ اسی طرح سول اداروں سے بھی کرپشن کے خاتمہ کے لیے صدر یلسن نے ۱۹ اپریل ۱۹۹۷ء کو ایک حکم نامہ جاری کیا جس کی رُو سے اعلیٰ ترین عہدوں پر فائز سرکاری اہل کاروں پر گرفت کے طریقِ کار کو آسان بنا دیا گیا ہے۔ صدر یلسن کی ترجیحات میں فوج سے کرپشن کا خاتمہ بھی شامل ہے۔ مگر کیا سول اور فوجی اداروں سے کرپشن کے خاتمہ سے متعلق صدر یلسن کی مہم کامیاب ہو سکے گی؟ اس وقت صورت حال یہ ہے کہ پیسہ کے بل بوتے پر روس میں سب کچھ کیا جا سکتا ہے۔ کرپشن معاشرے میں ہر سطح تک پھیل چکی ہے۔ ایک ۲۵ سالہ روسی شہری پائیوٹر کے بقول: "رشوت کے بل بوتے پر ڈپلومہ یا ڈرائیونگ لائسنس خریدنا یہاں معمول بن چکا ہے"۔ خود صدر یلسن نے قوم سے اپنے سالانہ خطاب میں اعتراف کیا کہ ریاست ہر سطح پر کرپشن کی دلدل میں پھنس چکی ہے۔ روس میں ایسے خفیہ کوڈ رواج پا چکے ہیں جن کے ذریعے ایک سرکاری آفیسر کو پتہ چل جاتا ہے کہ کوئی شہری اسے رشوت دینے کے لیے تیار ہے۔ اس طرح کا ایک معروف کوڈ "میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں گا" ہے۔ ماسکو کی ٹریفک پولیس کا سپاہی جو دس ڈالر کے عوض ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی سے صرف نظر کر لیتا ہے ایک ماہ میں ایک ملین روبل (۱۷۰ ڈالر) کما لیتا ہے۔

پائیوٹر جو ایک روسی شہری ہے اور کمپیوٹر اسپیشلسٹ ہے، کا کہنا ہے کہ اس نے زندگی میں کبھی بھی ڈرائیونگ نہیں سیکھی۔ اس کے باوجود پائیوٹر نے دو مرتبہ ڈرائیونگ لائسنس حاصل کیا۔ وہ کہتا ہے: "میں نے رقم، پاسپورٹ اور فوٹو جمع کرائے۔ ایک ہفتہ بعد ایک پولیس والا ڈرائیونگ لائسنس مجھے گھر پر دے گیا"۔ چونکہ پائیوٹر کو ٹریفک قوانین سے واقفیت حاصل نہیں ہے اس لیے وہ آئے روز ان قوانین کی خلاف ورزی کرتا رہتا ہے۔ مگر اس کے باوجود رشوت کے ذریعے اس کا ڈرائیونگ لائسنس محفوظ ہے۔

روس میں رشوت صرف سرکاری وردی میں ملبوس افراد تک ہی محدود نہیں رہی ہے۔ اگر ایک مریض ہسپتال میں بہترین سرجن سے آپریشن کروانا چاہتا ہے تو اسے سینکڑوں ڈالر ادا کرنا پڑیں گے۔ ۲۴ سالہ سرجئی کہتا ہے: سوویت یونین کے دور میں آپ ڈاکٹر کو ایک چاکلیٹ کی پیٹی رشوت میں دے کر کام لے سکتے تھے۔ اب حالات بدل گئے ہیں، اُنہیں اس طرح اندھا دھند رشوت دی جانے لگی ہے کہ وہ ڈالروں کا مطالبہ کرنے لگے ہیں"۔

روسی معاشرہ کی اخلاقی دیوالیہ پن سے متعلق یہ محض چند مثالیں تھیں ورنہ اصل صورت حال تو اس سے بھی زیادہ بھیانک ہے۔ روسی معاشرے سے کرپشن کا خاتمہ صدر یلسن کے لیے بہت بڑا چیلنج خیال کیا جا رہا ہے۔

روس کی دگرگوں معیشت بھی صدر یلسن کے لیے مسئلہ بنی ہوئی ہے۔ کان کنوں، ملازمین، اساتذہ اور فوج کو کئی کئی ماہ سے تنخواہ نہیں مل رہی ہے۔ تنخواہوں کی بر وقت ادائیگی کے لیے آئے روز ہڑتالیں کی جاتی ہیں۔ حکومت کے خلاف مظاہرے کیے جاتے ہیں۔ اسی طرح کا ایک مظاہرہ ۲۸ مارچ ۱۹۹۷ء کو کیا گیا۔ جس میں لوگ "پہلے تنخواہ پھر ٹیکس" کے نعرے لگا رہے تھے۔ اس طرح کے مظاہرے روس میں معاشی انارکی شروع ہونے کا عندیہ دے رہے ہیں۔ معاشی بدحالی کی جھلک ایک کان کن واسیلی کے حالات سے مترشح ہوتی ہے۔ ایک روز جب واسیلی کان میں کام کرنے کے بعد تھکا ماندہ گھر لوٹا، اس کا سامنا اس کی ناراض بیوی سے ہوا۔ ان کے دونوں بچے کئی روز سے بھوکے تھے۔ واسیلی کو بھی دیگر کئی کان کنوں کی طرح گزشتہ چھ ماہ سے تنخواہ نہیں ملی تھی۔ اس لیے خالی ہاتھ گھر پہنچنے پر اس کی بیوی اس پر برس پڑی: "تمہیں بچوں کی ذرا بھی پرواہ نہیں۔ میں اُنہیں اپنے ساتھ میکے لے جا رہی ہوں"۔ جونہی واسیلی کی بیوی بچوں کو لے کر میکے روانہ ہوئی واسیلی نے کچھ بارود، جسے وہ کان میں استعمال کرتا تھا، لیا اور اپنی کمر کے گرد باندھ کر ایک ننگی تار ہاتھ میں پکڑ کر بجلی کے ساکٹ میں دے دی۔ خوفناک دھماکہ کے ساتھ ہی واسیلی کا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو کر ہوا میں بکھر گیا۔

پانچ سال تک سرمایہ دارانہ نظام کے زیر سایہ رہنے کے بعد ملک تباہی کے کنارے پہنچ گیا ہے۔ ملکی معیشت مسلسل انحطاط کا شکار ہے۔ صنعتی پیداوار ۱۹۹۱ء کے مقابلہ میں نصف رہ گئی ہے۔